سلسلۂ مطبوعات مجلس
۵۱

اسلام

مکمل دین، مستقل تہذیب

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ)

بار پنجم

۱۴۱۲ھ — ۱۹۹۲ء

کتابت ——— ظہیر احمد کاکوروی
طباعت ——— لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)
صفحات ——— ۴۰
قیمت ——— آٹھ روپے

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

طابع و ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست

پیش لفظ	۵
دو نظام عقائد اور دو تہذیبیں	۹
دورِ ابراہیمیؑ	۱۳
نبوتِ محمدیﷺ	۱۵
اسلامی شریعت اور ابراہیمی تہذیب	۱۶
لازوال امامت اور عالمگیر دعوت	۱۹
کثرت میں وحدت	۲۲
ابراہیمی و محمدی تہذیب کی حقیقت	۲۴
حبِّ الوطنی اور ابراہیمی محمدی تہذیب میں کوئی تضاد نہیں	۲۵
عربی کے بعد تمام زبانیں برابر	۲۷
ہندوستانی مسلمان، ہندوستان میں ابراہیمی اور محمدی تہذیب کے حامل و امین ہیں	۲۸

www.abulhasanalinadwi.org

ملّتِ ابراہیمی کسی کا اجارہ نہیں	۲۸
فانی رشتے	۳۰
ہمارے دو فیصلے	۳۰
زندگی اور موت اسلام پر	۳۱
نازک امانت	۳۴
قومِ موسیٰؑ کی تقلید سے بچیے!	۳۵
دائمی جدوجہد	۳۸

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

باخبر حضرات سے مخفی نہیں کہ ہمارے ملک میں عرصے سے بعض حلقوں کی طرف سے وحدتِ اَدیان کی دعوت دی جارہی ہے، دوسری طرف سرکاری و سیاسی حلقے قومی یکجہتی کی تحریک چلارہے ہیں، ملک کے بہت سے دانشور، اخبارات و رسائل اس کی تشریح ایسی کرتے ہیں جس سے "من و تو" کا امتیاز اور مختلف فرقوں کے تہذیبی خصائص بالکل ہی ختم ہوجائیں، ہندوستان کے مسلمان اس وقت جس احساسِ کمتری اور شکستہ دلی کا شکار ہیں، اس سے اندیشہ معلوم ہوتا ہے (اور اس کے آثار بھی کہیں کہیں نظر آنے لگے ہیں) کہ وہ اس دعوت سے متأثر ہوکر ان خطوط و حدود کو بھی عبور کرجائیں گے جن کے بعد مسلمان کا مسلمان رہنا بھی مشکل ہے۔

اس اندیشہ کو اس سے بھی تقویت ہوتی ہے کہ خود مسلمانوں میں بہت سے تعلیم یافتہ اصحاب اسلام کو محض چند عقائد و اعمال و رسوم کا مجموعہ سمجھتے ہیں، اور وہ کسی مستقل و مکمل اسلامی تہذیب کے قائل نہیں، اس صورتِ حال نے اس کا خطرہ پیدا کردیا ہے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہندوستان میں پھر ایک نئی شکل میں عہدِ اکبری کا آغاز ہو، بہت سے نفسیاتی و سیاسی اسباب کی بنا پر اس دور میں مسلمانوں کے اس سے کہیں زیادہ متأثر ہو جانے اور اپنی انفرادیت کھو دینے کا خطرہ ہے، جتنا اس وقت تھا۔

اس لئے ان سب حضرات کو اس اہم ترین مسئلہ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے جو دین کا جامع تصور رکھتے ہیں، اور جو اسلام کے ساتھ اسلامی تہذیب و معاشرت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں، اس رسالہ کی اشاعت اس سلسلے کی ایک حقیر کوشش ہے، ہم کوشش کریں گے کہ اس طرح کے اور مضامین و خطبات بھی شائع کرتے رہیں۔

محمد رابع ندوی

سکریٹری مجلس تحقیقات و نشریات اسلام

ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۵ ر مئی ۱۹۷۲ء

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام

مُکمّل دین، مُستقل تہذیب

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دو نظام عقائد اور دو تہذیبیں

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی اور تعلیم کے لئے، اور اپنی ذات کی معرفت عطا کرنے اور اس کا صحیح تعارف کرانے کے لئے، جو عقل و قیاس سے ماوراء ہے، اور جس کی کوئی مثال اور نظیر اس دنیا میں موجود نہیں ہے، انبیاء علیہم السلام کے گروہ کو منتخب فرمایا، اپنے کلام اور پیغام کے ذریعہ پہلے ان کو، پھر ان کے ذریعہ اپنی مخلوق کو اپنی ذات و صفات کا صحیح اور مستند علم عطا فرمایا، اور اپنے منشاء اور احکام، اور زندگی گذارنے کے پسندیدہ طریقہ سے آشنا کیا، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ۔	اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ تم کو غیب پر مطلع کردے غیب کی باتیں بتانے کے لئے تو وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے، منتخب کرلیتا ہے۔
(آل عمران۔۱۷۹)	

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، اس کی بندگی کے صحیح قاعدے، اور زندگی گذارنے کے پسندیدہ طریقے کو معلوم کرنے کا ان پیغمبروں کی اطلاعات اور تعلیمات کے علاوہ اور کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

ذریعہ نہیں، یہ عقل و ذہانت، قیاس آرائی، وطبع آزمائی، خواہشات اور قومی رسم و رواج کا میدان نہیں، اس کے لئے اس کے سوا کوئی طریقہ نہیں کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا خود اس کی خبر دے، اور وہ اس کی خبر پیغمبروں ہی کے ذریعہ دیتا ہے، اس لئے اس علم و ہدایت کا ذریعہ صرف انبیاء علیہم السلام ہی ہیں، قیامت تک کے انسانوں کی ہدایت، طریقۂ زندگی کی صحت، اعمال کی قبولیت، اور انسانوں کی مقبولیت اسی گروہ انبیاءؑ کے ساتھ وابستہ کردی گئی ہے، انھیں کے تعلیم کئے ہوئے عقائد، انھیں کی عطا کی ہوئی معرفتِ الٰہی، انھیں کے لائے ہوئے حقائق اور علوم، اور انھیں کا طریقۂ زندگی، انھیں کی معاشرت اور اخلاق، اللہ تعالیٰ کو محبوب اور مقبول ہیں، اور سارے انسانوں کو ان کی اقتدا اور تقلید کرنے، اور ان کو اپنے لئے نمونہ اور امام بنانے کی ہدایت اور تاکید ہے، قرآن مجید میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ اپنے ان محبوب بندوں، اور عالی مرتبہ پیغمبروں میں سے ایک بڑے گروہ کا نام بنام ذکر کرتا، اور ان پر اپنے انعامات گناتا ہے:۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى	یہ تھی ہماری وہ حجت جو ہم نے ابراہیمؑ کو
قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ	اس کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی ہم جسے
اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝	چاہتے ہیں بلند مرتبے عطا کرتے ہیں، حق
وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ	یہ ہے کہ تمہارا رب نہایت دانا اور علیم ہے
كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ	پھر ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ جیسی

www.abulhasanalinadwi.org

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ
وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَ
هٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى
الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى
وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ
الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ
وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا
عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ
وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ
وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝
ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا
لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ
يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ
وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا

اولاد دی، اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی
(وہی راہ راست جو) اس سے پہلے نوحؑ
کو دکھائی تھی، اور اسی کی نسل سے ہم نے
داؤدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ اور
ہارونؑ کو (ہدایت بخشی) اس طرح ہم
نیکوکاروں کو اُن کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں،
(اسی کی اولاد سے) زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ اور
الیاسؑ کو (راہ یاب کیا) ہر ایک ان میں سے
صالح تھا، (اسی کے خاندان سے) اسمٰعیلؑ
الیسعؑ، اور یونسؑ اور لوطؑ کو (راستہ دکھایا)
ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں
پر فضیلت عطا کی نیز ان کے آباء و اجداد،
اور ان کی اولاد اور اُن کے بھائی بندوں
میں سے بہتوں کو ہم نے نوازا، انھیں اپنی
خدمت کے لئے چن لیا، اور سیدھے راستہ کی
طرف ان کی رہنمائی کی، یہ اللہ کی ہدایت
ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے

www.abulhasanalinadwi.org

بِكٰفِرِيْنَ ○ (الانعام-۸۴ تا ۹۰)

جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے لیکن اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تھی، اب اگر یہ لوگ اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو (پروا نہیں) ہم نے کچھ اور لوگوں کو یہ نعمت سونپ دی ہے، جو اس سے منکر نہیں ہیں۔

اس شیریں اور دل آویز تذکرہ کے بعد جس کے لفظ لفظ سے محبت اور حلاوت ٹپکتی ہے، اپنے رسول کو مخاطب بناتے ہوئے دنیا کے ہر انسان کو خطاب ہے:-

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۭ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ○ (الانعام-۹۱)

اے محمدؐ، وہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے، انھیں کے راستہ پر تم چلو، اور کہدو کہ میں (اس تبلیغ وہدایت کے) کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں، یہ تو ایک عام نصیحت ہے تمام دنیا والوں کے لئے۔

یہ اللہ تعالےٰ کے بندوں کا وہ محبوب گروہ ہے، جس کی ہر بات اللہ تعالےٰ کو محبوب ہے، عقائد و الٰہیات سے لے کر عادات و مرغوبات، اخلاق و معاشرت، اور

www.abulhasanalinadwi.org

ان کو حمیتِ اسلامی کے جوہر سے حصۂ وافر عطا فرمایا تھا، اور اللہ نے ان کو ایک بے چین روح، اور ایک مضطرب دل عطا فرمایا تھا، وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ ہندوستان جس پر ہمارے اسلاف کی بہترین صلاحیتیں صرف ہوئی ہیں، اور جس نے اسلام کی خدمت اور دینی علوم کے میدان میں وہ کارنمایاں انجام دیئے، جن کی نظیر بڑے بڑے اسلامی ملک نہیں پیش کر سکتے تاریخ کے پچھلے دور میں وہ مسلمانوں کی ذہانت، ان کی قوتِ اجتہادی، ان کی اولوالعزمی اور حوصلہ مندی کے اظہار کا سب سے بڑا میدان رہا ہے، اس نے علوم اسلامیہ کی خدمت میں حصہ ہی نہیں لیا، بلکہ ان میں اضافہ کیا ہے، اس نے اسلامی کتب خانوں کو بعض وہ کتابیں دیں، جن کی مثال اسلام کی پوری علمی تاریخ میں نہیں ملتی، کیا اس وسیع ملک کو اس آسانی کے ساتھ مغربی تہذیب کی تحویل، اور اس کے علم برداروں کے چارج میں دے دیا جائے؟ کیا ہم اپنی ان آنکھوں سے دیکھیں کہ مسلمان خاندانوں کے نونہال، صدیقی، فاروقی، علوی، عثمانی، اور سادات و شیوخ کے گھرانوں کے چشم و چراغ، جن کے اسلاف کرام کی کوششوں کی بدولت لاکھوں انسانوں کو اسلام کی ہدایت، اور علم کی دولت نصیب ہوئی، جنھوں نے اسلام کے چراغ کو اپنے سینے سے لگائے رکھا، اور بڑی بڑی آندھیوں اور طوفانوں میں بھی اس کو گل ہونے نہ دیا اسلامی تہذیب و معاشرت، اور سنت و شریعت سے رشتہ توڑ کر خالص مادہ پرست انگریزوں کے قبضے میں چلے جائیں، اور وہ ان کو اپنی نئی تہذیب و تعلیم کے سانچہ میں ڈھال کر مسلمانوں، یا صحیح الفاظ میں دنیاداروں کی ایک نئی نسل تیار کر دیں،

www.abulhasanalinadwi.org

جس کو نام اور قومیت کے سوا کسی چیز میں سابق نسل سے کوئی مناسبت اور مشابہت نہ ہو۔؟

یہ سوال تھا جو مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے سامنے ایک مسئلہ بن کر کھڑا ہو گیا، یہ مسئلہ محض ایک مدرسہ اور تعلیم گاہ کے قیام کا نہیں تھا، میں سمجھتا ہوں کہ دارالعلوم دیوبند کے حق میں "ازالۂ حیثیت عرفی" کا جرم ہوگا، اگر کہا جائے کہ دارالعلوم چند مخصوص کتابوں کے پڑھنے پڑھانے اور درس و تدریس کے ایک مرکز کی حیثیت سے قائم ہوا تھا، اس سے بڑھ کر اس کے بانیوں کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہو سکتی، ایسا کہنے والوں کو ان بزرگوں کی روحوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا، جس وقت یہ کہا جاتا تھا کہ یہ محض ایک مدرسہ ہے، تو حضرت شیخ الہند تڑپ اٹھتے تھے، ان کے نزدیک یہ اسلام کا ایک قلعہ، اس کے داعیوں اور مجاہدوں کی تربیت کی ایک چھاؤنی، اور سلطنتِ مغلیہ کے گل ہونے والے چراغ کا بدل، بلکہ نعم البدل تھا۔

بس مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے سامنے اصل مسئلہ یہی تھا کہ کیا ہندوستان کو ان مغربی غارتگروں کے ہاتھ میں دے دیا جائے؟ کیا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہیں کہ ہمارے جگر کے ٹکڑے جنھوں نے ہمارے خون جگر سے پرورش پائی جن کی رگوں میں علماء اور اولیاء کا خون دوڑ رہا ہے، ان کالجوں اور یونیورسٹیوں کے قبضے میں چلے جائیں، اور مغربی تہذیب اور تعلیم کے سائے میں پروان چڑھ کر، اور ہم سے مکمل طور پر بیگانہ، و ناآشنا ہو کر نکلیں؟ انھوں نے انگریزی حکومت کے اس چیلنج کو قبول کیا،

www.abulhasanalinadwi.org

اور بالکل اپنے جدِّ امجد صدیق اکبرؓ کی زبان میں یہ کہا کہ :-

أیُنقص الدّین وأنا حیٌّ — کیا خدا کے دین میں میرے جیتے جی کتر بیونت کی جا سکتی ہے۔

ان کی صحیح ترجمانی یہی فقرہ کرتا ہے، جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے حضرت ابو بکرؓ کی زبان سے نکلا تھا، اس فقرے نے تاریخ کے دھارے کو بدل دیا، اور زمانہ کی کلائی موڑ دی تھی، یہ ایک مختصر سا فقرہ نہیں، ایک دور کا عنوان، اور ایک تاریخ کا خلاصہ ہے اگر صدیق اکبرؓ کی کوئی سیرت و سوانح نہ لکھی جاتی، تو یہی ایک فقرہ ان کی مکمل سیرت و سوانح بن سکتا تھا، یہ ایک الہامی فقرہ تھا، جو ان کی زبان سے نکلا، ایک شیر تڑپ کر جست لگا کر دھاڑتا ہے، جس سے سارا جنگل کانپ جاتا ہے، اس سے زیادہ جلال و صولت اور اس سے زیادہ شجاعت و غیرت اس فقرہ میں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ دار العلوم دیوبند اور ندوۃ العلماءؒ کے بانیوں کی جو چیز رہنمائی کر رہی تھی، وہ یہی احساس تھا، ان کا ہرگز یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ صرف و نحو کی تعلیم اور علوم عالیہ و آلیہ کی مجرّد تدریس کے لئے مرکز قائم کریں، اس کے لئے مصر کا جامع ازہر، تیونس کا جامع زیتونہ، مراکش کا جامع القرویین اور ہندوستان کے کئی بڑے بڑے مدارس موجود تھے، ان کی ٹکر کا کوئی مدرسہ قائم کرنا اس بے سروسامانی کی حالت میں محض تعلیم و تعلّم کے لئے کوئی دانشمندانہ فعل اور کوئی جرأت مندانہ اقدام نہ تھا۔

غیر منقطع رشتہ اور ناقابلِ شکست عہد

یہی دینی حمیّت تھی جس نے مولانا محمد قاسم صاحبؒ کو بے چین بنا رکھا تھا، اور

www.abulhasanalinadwi.org

انھوں نے مدرسہ قائم کیا، اس مدرسہ نے ایک بہت محدود اور غیر محسوس طریقہ پر کام کا آغاز کیا جس کا احساس اس زمانہ کے اچھے اچھے صاحبِ نظر لوگوں کو بھی شاید نہ ہوا ہو لیکن اس کا مقصد بہت عظیم تھا، وہ مقصد یہ تھا کہ ہندوستان میں اسلامی تہذیب، اسلامی معاشرت، علومِ دینیہ اور شریعتِ اسلامیہ کے لئے ایک قلعہ تعمیر کریں، اور اس دعوت کو متعدّی بنائیں :-

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ	اور یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ (الزخرف ٢٨)	تاکہ (خدا کی طرف) رجوع کریں۔

ان کی ان تمام کوششوں کا ماحصل اور مطمحِ نظر صرف یہ تھا کہ اس ملک کے مسلمان جب تک زندہ رہیں، ان کا رشتہ ملّتِ ابراہیمی، اور شریعتِ محمدی سے استوار رہے، وہ اسی دین و آئین کے پابند ہوں جو خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے ان کو ملا ہے، اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوں تو وہ اسی دین کے وفادار اور حلقہ بگوش ہوں، یہ گویا اسی وصیت اور عہد نامہ کی تعمیل تھی جس کا قرآن شریف میں تذکرہ ہے :-

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ	اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات
وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ	کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنے
اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ	فرزندوں سے یہی کہا) کہ بیٹو خدا نے
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○	تمہارے لئے اسی دین کو پسند فرمایا ہے
(سورۃ البقرہ - ١٣٢)	تم مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔

www.abulhasanalinadwi.org

نیا زمانہ، نئے فتنے

عزیزانِ گرامی! آپ کی درسگاہ کی بنیاد حمیتِ اسلامی پر پڑی، آپ کی درسگاہ کی بنیاد زمانہ کے چیلنج کے قبول کر لینے پر پڑی، اب زمانہ کے نئے چیلنج کو آپ نظر انداز نہیں کر سکتے، کم سے کم دار العلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء کے لئے اس چیلنج کو نظر انداز کرنے کا کوئی جواز نہیں، اس لئے کہ ان کی بنیاد ہی زمانہ کے چیلنج کو قبول کرنے پر پڑی تھی، مغربی تہذیب اور معاشرت، اور انگریزی تعلیم جس کے ساتھ کسی قسم کی مذہبی رہنمائی، اور اخلاقی تعلیم و تربیت کا انتظام نہیں تھا، اس زمانہ کا فتنہ تھا۔

لیکن فتنے کسی زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں، اور ایک ہی فتنہ ہمیشہ نہیں ہوتا، نئے نئے فتنے سر اٹھاتے ہیں، اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے نئے نئے خطرے سامنے آتے ہیں، جاہلیت نئے نئے روپ میں سامنے آتی ہے، اور بڑے دم خم کے ساتھ میدان میں اترتی ہے، اقبال نے غلط نہیں کہا تھا ؂

اگرچہ پیر ہے مومن، جواں ہیں لات و منات

بڑی خطرناک بات ہے کہ لات و منات یعنی باطل طاقتیں، اور جاہلیتِ قدیم تو زندگی اور جوش و خروش سے بھر پور ہوں، اور مومن میں جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا وارث اور نائب ہے، کہنگی اور فرسودگی، پستی اور افسردگی، کنارہ کشی اور پسپائی کی ذہنیت پیدا ہو جائے، لات و منات نئے دم خم کے ساتھ، نئی امنگوں اور ولولوں کے ساتھ

www.abulhasanalinadwi.org

نئی تیاریوں اور نئے طریقوں کے ساتھ، نئے نعروں اور نئی للکاروں کے ساتھ میدان میں آئیں اور مومن پر موت کی نیند طاری ہو جائے، اس کے قویٰ میں افسردگی، اور اضمحلال پیدا ہو جائے، وہ زندگی کے میدان سے فرار اختیار کر کے یا کنارہ کش ہو کر کسی گوشۂ عافیت کو تلاش کر لے، جہاں وہ اپنی زندگی کے دن گذار سکے، اور لات و منات خم ٹھونک کر میدان میں کھڑے ہوں، اور دعوت مبارزت دے رہے ہوں۔

عہد جدید کا فتنۂ کبریٰ

حضرات! اس زمانہ کا فتنہ اور چیلنج کیا ہے؟ اس زمانہ کا چیلنج یہ ہے کہ اسلام کو اس کی جُداگانہ تہذیب، اس کی مخصوص معاشرت، اس کے عائلی قانون، اس کے نظامِ تعلیم، اس کے زبان و ادب، اور رسم الخط، اور اس کے پورے ورثہ سے الگ کر دیا جائے، اور اسلام چند عبادات، اور چند رسوم و تقریبات کا (جو بعض مذاہب کا کل سرمایہ، اور بعض قوموں کا واحد مذہبی نشان ہے) مثلاً شادی اور غمی میں کیا ہونا چاہیئے، مُردے کو کس طرح آخری مرحلہ سے گذارا جائے، وغیرہ وغیرہ، بس اسلام انھیں مذہبی و معاشرتی رسوم (RITES) کا مجموعہ بن کر رہ جائے، میں نہیں جانتا کہ کل کیا ہو، لیکن پھر بھی اندازہ ہے کہ شاید ابھی یہ مرحلہ دور ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں سے کہا جائے کہ آپ کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں، آپ کو کوئی خاص عقیدہ اختیار کرنے کی اجازت نہیں، آپ روزہ نہیں رکھ سکتے، آپ زکوٰۃ نہیں دے سکتے، لیکن وہ مرحلہ ضرور آ گیا ہے کہ مسلمانوں سے

www.abulhasanalinadwi.org

اشارہ اور کنایہ سے، اور کبھی کبھی صاف کہا جاتا ہے، کہ مسلمان اپنی رضا و رغبت سے اپنی جُداگانہ تہذیب، اور ہر اس چیز سے بےتعلّقی اختیار کرلیں جو ان میں ایک الگ ملّت، اور ایک مستقل تہذیب کا وارث ہونے کا احساس پیدا کرتی ہے، وہ خود ہی اعلان کردیں کہ ہم کسی جداگانہ تہذیب کے حامل نہیں ہیں، وہ خود اپنے عائلی قانون (پرسنل لا) میں اصلاح و ترمیم کا مطالبہ کریں، اور اپنے لئے وہی یکساں قانون پسند کریں جو سارے ملک کے لئے نافذ ہو، وہ اپنے تمام تعلیمی مرکزوں کو جو انھوں نے اپنی پسند و ضرورت کے مطابق قائم کئے تھے، حکومت کی تحویل اور انتظام میں دے دیں، اور ان کے نظم و نسق سے خود دست بردار ہو جائیں، تاکہ ان سے ایک ہی طرح کے ماڈل تیار کئے جائیں، جو اس سیکولر اور اشتمالیت پسند ملک سے ہم آہنگ ہو، حکومت اسلام کی مخالف نہیں، اور اس کو اسلام کے ختم کرنے کے کام سے کوئی دلچسپی نہیں، اس کو تو اس پر فخر ہے کہ عالم اسلام کی سب سے بڑی مسلم برادری یہاں آباد ہے، اس کو آباد رہنا، اور کھلنا پھولنا چاہئے، اس سے بڑے بڑے کام لئے جا سکتے ہیں، اور بین الاقوامی اور سیاسی موقعوں پر اس کو ایک دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے، آج صاف صاف کہا جا رہا ہے کہ اگر مسلمانوں کو اس ملک میں رہنا ہے، تو ان کو قومی دھارے میں بہنا چاہئے، اور قومی دھارے کے معنی یہ ہیں کہ آپ تمام تشخصات سے دست بردار ہو جائیں، آج کا مطالبہ یہ ہے کہ مسلمان رہو، تمہیں کوئی نہیں ٹوکتا، یہ فرقہ وارانہ فسادات تو ایک مریض کی ہذیانی کیفیت، اور ہسٹریا کا ایک دورہ ہے، جو ہمیشہ نہیں رہے گا، آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ

www.abulhasanalinadwi.org

بہت کم ہو گئے ہیں، اور میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ وہ اور بھی کم ہو جائیں گے، میرے نزدیک یہ اصل خطرہ نہیں، اصل خطرہ نسل کشی کا نہیں معنوی ارتداد کا ہے، ذہنی و تہذیبی ارتداد، اس خطرہ کو دیکھنے اور اس کو محسوس کرنے کے لئے کسی بڑی فراست، اور دُور بینی کی ضرورت نہیں، یہ تو دیوار کا نوشتہ ہے جس کو ہر ایک پڑھ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جن کو آنکھیں دی ہیں، وہ صاف دیکھ رہے ہیں کہ آج علی گڑھ کا معاملہ ہے، کل دار العلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء کی باری آسکتی ہے، وقت اور حالات کا مسئلہ ہے، اور اس کا انحصار اس پر ہے کہ ہم علی گڑھ کے مسئلہ پر کتنی زندگی، اور بیداری، اور کتنی غیرت، اور خودداری کا ثبوت دیتے ہیں۔

دینی بدعات، اور منکرات سے نبرد آزما ہونے والوں کے اخلاف کی ذمہ داری

عزیز طلبہ! آپ کے اسلاف وہ تھے جنھوں نے بدعات کے ساتھ ادنیٰ مصالحت گوارہ نہیں کی، آپ کے اسلاف نے آج تک مولود کے قیام کی اجازت نہیں دی، کتنے رسوم اور طریقے ہیں، جو مسلمانوں کی زندگی میں داخل ہو گئے ہیں، اور انھوں نے مذہبی فرائض اور دینی شعائر کی حیثیت اختیار کر لی ہے، لیکن آپ کا جس مکتبِ خیال اور مسلک سے تعلق ہے، اس کے علماء نے ان کی ہمیشہ مخالفت کی، اور ان کو بدعت اور بے اصل بتایا، اس کی ان کو معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی، ان کا مقاطعہ کیا گیا، ان کو مسجدوں سے نکالا گیا، ان پر کفر و ضلالت کے فتوے لگائے گئے، وہ بہت سے

www.abulhasanalinadwi.org

دنیوی مفادات، اور لذتوں سے محروم رہے، لیکن انھوں نے ان چیزوں کے ساتھ ذرا بھی رواداری نہیں برتی، اور کسی مداہنت اور مصلحت کوشی سے کام نہیں لیا، میرا خود اسی کیمپ سے تعلق ہے، جو شرک وبدعات کے مقابلہ میں سرکیف رہا ہے، بلکہ میرا تعلق اس خاندان سے ہے، جو اس سلسلہ میں بہت آگے رہا ہے، اور جو شرک و بدعت کے معاملہ میں زیادہ ذکی الحس واقع ہوا ہے، میرا نسبی وروحانی اور ذہنی تعلق حضرت سید احمد شہیدؒ اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ سے ہے جنھوں نے اس ملک میں احیاء توحید اور سنت کی دعوت کا علم بلند کیا، اور اس کے لئے جان کی بازی لگادی اگر میری جرأت معاف کی جائے تو میں کہوں کہ آپ کے کیمپ میں بھی یہ خیال، اور یہ دعوت وحمیت اسی کیمپ سے آئی ہے اس لئے مجھے یہ پوری تاریخ عزیز ہے، میں اس پورے ورثہ کو سینہ سے، بلکہ آنکھوں سے لگاتا ہوں، نہ اس پر شرمسار ہوں، اور نہ اس سے دست بردار، میری تمام تحریریں، میری حقیر کاوشیں، اور کوششیں سب اسی ورثہ کی حفاظت اس کی تبلیغ واشاعت، اور اس کی بازیافت میں صرف ہوئی ہیں ؎

میں کہ میری نوا میں ہے آتش رفتہ کا سراغ

میری تمام سرگذشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

میرے کوتاہ قلم نے "دعوت وعزیمت" کی داستان تفصیل سے بیان کی ہے، اور اس موضوع پر ہزاروں صفحات سیاہ کئے ہیں، مجھ پر ان کتابوں کے مصنف کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے کہ میں آپ کا احتساب کروں۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپ ان اسلاف کے نام لیوا ہیں جنھوں نے دین میں ادنی تحریف اور مسلمانوں کے ادنی انحراف کو برداشت نہیں کیا، آج معاملہ بدعات کا نہیں آج معاملہ انگریزی تعلیم کا نہیں ہے، آج معاملہ ایک طرف شرک جلی، اصنام پرستی، اور دیومالائی عقائد (میتھالوجی) کا ہے، آج معاملہ برہمنی تہذیب اور ہندو معاشرت کے قبول کرنے کا ہے، دوسری طرف آج معاملہ مکمل لادینیت اور کمیونزم کے قبول یا رد کرنے کا ہے، آج معاملہ ایک ایسی قوم کی حیثیت اختیار کرنے کا ہے جس کی ساری وفاداریاں و وابستگیاں اس خاک کے ساتھ ہوں جن سے ہمارے ظاہری جسم کا خمیر اٹھا ہے، اسی کے لئے جینا اور مرنا ہو، آج کا چیلنج اور آج کا خطرہ پچھلے تمام چیلنجوں، اور خطرات سے زیادہ سنگین ہے، اور اس کے قبول کرنے کے لئے کہیں زیادہ جرأت، کہیں زیادہ ایمان اور استقامت، اور کہیں زیادہ ایثار و قربانی کی ضرورت ہے۔

موجودہ انقلاب کی برق رفتاری و ہمہ گیری

پہلے انقلاب بڑی سست رفتاری، اور آہستہ خرامی کے ساتھ آتا تھا جیسا زمانہ تھا، ویسا ہی انقلاب بھی، وہ بیل گاڑیوں، ہاتھیوں اور اونٹوں، اور زیادہ سے زیادہ تیز رفتار گھوڑوں کا زمانہ تھا، اس وقت انقلاب انھیں سواریوں کی رفتار سے آتا تھا، پھر ریل چلی، انقلاب ریل پر سفر کر کے آنے لگا، ہوائی جہاز چلے انقلاب کی رفتار تیز ہوئی، اب انقلاب ایٹمی انرجی استعمال کرتا ہے، آواز سے زیادہ تیز جہازوں، اور ریڈیو، اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ دم کے دم میں گھر گھر پہونچ جاتا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

جمہوریت و حکومت کے دائرہ کی وسعت

آج "سلطانیٔ جمہور" کا زمانہ ہے، ہمارے اوپر پارلیمنٹ کی حکومت ہے، اور اس کو آئین سازی کا پورا اختیار، پھر حکومت کا دائرہ پہلے کی طرح دفاع، امن قائم کرنے اور ٹیکس وصول کرنے تک محدود نہیں، وہ زندگی کے تمام شعبوں اور تعلیم و تربیت کے تمام ذرائع پر حاوی ہے، اور گھر اور باہر کی کوئی چیز اس کے دائرۂ اختیار سے خارج نہیں، رات پارلیمنٹ میں ایک قانون پاس ہو جاتا ہے، اور آج سارے ملک میں اس کا نفاذ، اس وقت ہم اور آپ یہاں جمع ہیں، ممکن ہے اس وقت پارلیمنٹ کا کوئی اجلاس ہو رہا ہو، وہاں ایک قانون بن جائے، اور ہماری زندگی میں کوئی اہم تبدیلی واقع ہو، آپ کو معلوم ہے کہ پرانی حکومتیں پرائیویٹ معاملات میں دخل نہیں دیتی تھیں، ذاتی ملکیتوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا، آزاد درسگاہوں سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا، آپ جسے پرسنل لا کہتے ہیں یعنی شادی بیاہ اور ترکے وغیرہ کا قانون، اس سے ان کو کوئی علاقہ نہیں تھا، تعلیم میں کسی خاص عقیدے، کسی خاص فکر و مقصد پر ان کو اصرار نہ تھا، اب دنیا بدل چکی ہے، آپ کو سمجھنا چاہئے کہ آپ کس جگہ بیٹھے ہیں، زمانہ کے انقلاب نے آپ کو اس جگہ پر اچانک لا کھڑا کیا ہے؟ آپ آج اس محدود ماحول میں بہت خوش ہیں، آج آپ کو ہر طرف نورانی شکلیں نظر آتی ہیں، آپ کے کانوں میں قال اللہ اور قال الرسول کے سوا کوئی صدا نہیں پڑتی، یہ آپ کا دار الحدیث ہے، وہ دار التفسیر، یہ مسجد کا روحانی ماحول ہے، اور یہ مدرسہ کی علمی فضا، لیکن کل جب آپ یہاں سے

www.abulhasanalinadwi.org

جائیں گے، اور کل سے میری مراد یہ نہیں کہ جب آپ فارغ التحصیل ہو کر جائیں گے بلکہ جب آپ چھٹیوں میں اپنے گھر جائیں گے، تو وہاں آپ کو بہت کچھ دنیا بدلی ہوئی نظر آئیگی، میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی چھٹیوں تک اس ملک میں کیا تغیرات ہو جائیں گے، اگر آپ نے اپنے گردوپیش کی دنیا کا جائزہ نہ لیا تو آپ اس دنیا میں خود بیگانہ بن جائیں گے۔

اندرونی خطرہ

بڑے خطرے کی بات یہ ہے کہ خود مسلمانوں کے اندر ایک جماعت ایسی پیدا ہو گئی ہے، جو غیر مسلموں کے مقابلہ میں "مدعی سست گواہ چست" کی مصداق ہے، وہ اگر کوئی بات ادھ کٹی، اور دبی زبان سے کہتے ہیں تو یہ اس کو ڈنکے کی چوٹ پر کہنے کے لئے تیار ہیں، وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو یہاں کی مشترک تہذیب میں ضم ہو جانا چاہیئے اور تمام امتیازات یہاں تک کہ عربی، اسلامی ناموں سے بھی چینی مسلمانوں کی طرح دست بردار ہو جانا چاہیئے، وہ صاف کہتے ہیں کہ اگر ہم کو ہندوستان میں رہنا ہے تو ہر اس چیز سے دست بردار ہونا پڑے گا جس میں "من و تو" کی تمیز پیدا ہوتی ہے اور جو مسجد و کلیسا میں امتیاز کرتی ہے، اس وقت جو ذہن ہندوستان کی قیادت کر رہا ہے، وہ ہر اس چیز سے بھڑکتا ہے، جو کسی قسم کا امتیاز، اور تشخص پیدا کرتی ہے۔

تعین و وضاحت اسلام کا امتیاز

لیکن ہمارے دین کے حدود متعین ہیں، ہمارے دین کے اس "اکمال الامم" سرزمین

www.abulhasanalinadwi.org

میں اپنی جداگانہ شکل وصورت کے ساتھ باقی رہنے کا راز اسی میں مضمر ہے کہ اس میں آریائی مذاہب کی طرح اطلاقیت، یا تعیّنات سے گریز، اور رقّت وسیّالیت نہیں ہے، جس نے ہمہ اوست کے عقیدہ، یا وحدۃِ ادیان کے فلسفہ کو جنم دیا، ہمارے یہاں کفر و ایمان، شرک و توحید، ضلالت وہدایت، اور حلال و حرام کے درمیان واضح طریقہ پر خط کھینچا ہوا ہے۔

فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ	تو جو شخص سرکش سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر
بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ	ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں
الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ (البقرہ۔۲۵۶)	پکڑ لی ہے، جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے۔

وحدتِ ادیان نہیں، وحدتِ حق

وہ وحدتِ ادیان کا نہیں، بلکہ وحدتِ حق کا قائل ہے، یعنی سب دین ایک نہیں، بلکہ حق ایک ہے، وہ صاف اعلان کرتا ہے کہ :۔

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ج	اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے
فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ○ (سورۂ یونس۔۳۲)	سوا ہے ہی کیا، تو تم کہاں پھرے جاتے ہو۔

اس کا ایک واضح اور معیّن نظامِ عقائد ہے، اس کی ایک مستقل تہذیب ہے، مکمل قانون، اور نظامِ معاشرت ہے، اس کے لئے اس کے صحیفہ میں صاف اعلان موجود ہے کہ :۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ	آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا
عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ	اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے

www.abulhasanalinadwi.org

دِیْنًا○ (سورۂ مائدہ-۳) لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

یہاں نہ کوئی اپنے آپ کو دھوکا دے سکتا ہے، نہ دوسرے کو، یہاں دن کی روشنی ہے، جس میں سپید وسیاہ صاف نظر آتے ہیں۔

دو حقیقت بیں آنکھیں

عزیزو! مولانا محمد قاسم صاحب بانیٔ دار العلوم، اور مولانا محمد علی صاحب مونگیری بانیٔ ندوۃ العلماء کو کس چیز نے تڑپایا؟ ایک کو یہاں، اور دوسرے کو وہاں، میں ان دونوں میں کچھ فرق نہیں سمجھتا، میں ان کو ایک ہی چہرۂ زیبا کی دو آنکھوں کی طرح سمجھتا ہوں، دونوں روشن دونوں پاکباز، اور حقیقت بیں، ایک ہی نور باطن اور ایک ہی فراستِ ایمانی دونوں میں کام کر رہی تھی، دونوں ہی "اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ" کا مصداق تھے، دونوں تعلیمی مرکزوں میں نصاب ایک وسیلہ تھا، مقصد نہیں، اس کے اختلافات بنیادی حیثیت نہیں رکھتے، مولانا محمد علی مونگیریؒ اور ان کے رفقاء کی تحریریں پڑھئے، ان کی نگاہ ان جزئیات سے بہت بلند تھی، اگر کوئی یہ سمجھے کہ انھوں نے عربی ادب کو غالب کرنے کے لئے یا تاریخ اسلام اور علوم عصریہ کو جگہ دینے کے لئے ندوۃ العلماء کی تحریک شروع کی تھی، تو اس سے بڑھ کر کوئی حق تلفی ان کے ساتھ نہیں ہو سکتی، دونوں نے اپنے اپنے زمانہ کے فتنے کا مقابلہ کیا، ایک نے یہاں قلعہ تعمیر کیا، دوسرے نے وہاں، دونوں نے اپنے اپنے زمانہ کے چیلنج کو قبول کیا، اور بدلے ہوئے زمانہ کے مطابق دین کے محافظ، حق کے داعی اور شریعت کے ترجمان پیدا

www.abulhasanalinadwi.org

کرنے کی کوشش کی، خدا ان دونوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب سے سرفراز فرمائے، اور ان کے تمام رفقاء اور معاونین کو جزائے خیر دے، اور ہمیں ان کے صحیح مقاصد کے سمجھنے، اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اصلاح وتجدید کی تاریخ میں افراد کا مقام اور کام

میرے عزیزو! اسلام میں تجدید واصلاح کی پوری تاریخ، افراد کی اولوالعزمی کی تاریخ ہے، کہنے کو یہ ملّی اور اجتماعی تاریخ ہے، اور بیشک ہے لیکن عملاً یہ از اول تا آخر افراد کی صلاحیتوں، ان کے عزم وہمّت کی نمود ہے، جب کبھی اسلام کے لئے موت وحیات کی کوئی کشمکش پیش آئی، جب کسی طرف سے دین اسلام کو للکارا گیا تو کوئی فرد کامل، کوئی صاحبِ عزم ہستی سامنے آگئی، ایسے موقع پر نہ کوئی کونسل بیٹھتی تھی، نہ کوئی مشورہ ہوتا تھا، کوئی صاحبِ یقین سامنے آجاتا تھا، اور حالات کو یکسر بدل کر رکھ دیتا تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، اور سیدنا حسن بصریؒ سے لے کر خاندان ولی اللّٰہی اور ان دینی مرکزوں کے بانیوں، اور موجودہ دینی دعوتوں اور کوششوں کے علمبرداروں تک سب کا معاملہ یہی ہے کہ ؎

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں

مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

مجدّد صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب کا کارنامہ

اقبال نے حضرت مجدّد الف ثانی کے متعلق بالکل صحیح کہا تھا کہ ؎

www.abulhasanalinadwi.org

وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

انھیں کی کوششیں تھیں کہ ہندوستان کا رشتہ دین حجازی، اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کٹنے نہیں پایا، اور وہ تہذیبی لحاظ سے برہمنیت، اور فکری واعتقادی لحاظ سے ویدانت کے آغوش میں جانے کے بجائے اسلام وشریعت محمدیؐ کی تحویل اور امانت میں رہا، انھیں کا مخفی ہاتھ تھا جس نے اکبر کے تخت پر بالآخر محی الدین اورنگ زیب جیسے غیور اور فقیہ بادشاہ کو بٹھایا، پھر اس ملک میں تجدید واحیاء دین کا جو کچھ کام ہوا، وہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے خاندان کا کارنامہ ہے کیا دیوبند یا سہارنپور، کیا دہلی، کیا لکھنؤ ہم سب انھیں کے خوان نعمت کے ریزہ چیں ہیں، دارالعلوم، مظاہر علوم، اور ندوہ اور کتاب وسنت کی تعلیم کی سب درسگاہیں[1]، اسی ایک چراغ سے روشن کئے ہوئے ہیں، ان سب کا سلسلۂ نسب شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے اخلاف نامدار، اور ان کے تلامذۂ باکمال پر ختم ہوتا ہے ؎

یک چراغیست دریں خانہ کہ از پرتوِ آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

دیوبند کے طلبہ کی ذمہ داری

آپ اس مدرسہ میں تعلیم پا رہے ہیں، اس مدرسہ کا آپ سے مطالبہ ہے کہ آپ اِس

لہ مثلاً جماعت اہل حدیث کے مدارس، جو بنارس، دربھنگہ، مئو وغیرہ میں قائم ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمان، پاکستان کے مسلمان، ملایا کے مسلمان، اور افغانستان کے پٹھان کا بھی ہے، یہ حق کوئی نہیں چھین سکتا۔

ایک ہاشمی قریشی کے مقابلہ میں جس نے اپنی بدقسمتی سے حضرت ابراہیمؑ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ کاٹ دیا ہو وہ برہمن زادہ ہزارہا درجہ افضل ہے، جس نے اپنا روحانی، ایمانی، اخلاقی، عقلی اور تہذیبی رشتہ سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم کر لیا ہے

کیا خوب کہا سنوسی نے ایک روز شریف مکہ سے

تو نام و نسب کا حجازی ہے، پر دل کا حجازی بن نہ سکا

اگر ایک ہندوستانی کا دل حجازی ہے تو اس ہاشمی سے ہزار درجہ اچھا ہے جو اپنے خاندان اور نسب پر، یا جاہلیتِ عرب پر فخر کرتا ہے، جو ابوجہل اور ابولہب کی اولاد ہونے پر فخر کرتا ہے، اور ملّتِ ابراہیمؑ کی تہذیب اور خصوصیات سے اس کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

اسی بناء پر علامہ اقبال نے جو ایک نومسلم خاندان کے چشم و چراغ تھے، ایک سیّد زادہ کو خطاب کرتے ہوئے دین و شریعت کی پیروی کی اس طرح تلقین کی

میں اصل کا خاص سومناتی | آباء میرے لاتی و مناتی
تو سید ہاشمی کی اولاد | میری کفِ خاک برہمن زاد
دیں مسلک زندگی کی تقویم | دیں سرِ محمدؐ و براہیمؑ
دل در سخن محمدیؐ بند | اے پور علیؓ زبو علی چند؟

www.abulhasanalinadwi.org

فانی رشتے

دنیا کے سب رشتے فانی ہیں، یہ تمام مادّی رشتے باقی رہنے والے نہیں، نہ ہاشمی رہے گا نہ عربی، نہ ہندوستانی رہے گا نہ ملائی، نہ انڈونیشی رہے گا نہ جاوی، بس اللہ کا نام باقی رہے گا، اور اللہ کے لئے خلوص باقی رہے گا، نام و نسب کے اختلاف، اور خاندانوں کی کمتری اور برتری سب فانی اور ہیچ ہیں، اللہ تعالیٰ کو دین عزیز ہے، اخلاص اور للّٰہیت عزیز ہے، ابراہیمیت و محمدیت عزیز ہے، اور اس کے باقی رہنے کا اللہ نے فیصلہ کیا ہے ؎

جو کرے گا امتیاز رنگ و خوں مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر

ہمارے دو فیصلے

ہم مسلمانوں نے پورے عزم کے ساتھ سوچ سمجھ کر اپنے وطن ہندوستان میں رہنے کا فیصلہ کیا ہے، ہمارے اس فیصلہ کو ارادۂ الٰہی کے سوا کوئی طاقت بدل نہیں سکتی، ہمارا یہ فیصلہ کسی کم ہمتی، مجبوری یا بے چارگی پر مبنی نہیں، ہم نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔

ہمارا دوسرا فیصلہ یہ ہے (جو اپنے عزم اور قطعیت میں پہلے فیصلہ سے کسی طرح کم اور غیر اہم نہیں) کہ ہم اس ملک میں اپنے پورے عقائد، دینی شعائر، اور اپنی پوری مذہبی اور تہذیبی خصوصیات کے ساتھ رہیں گے، ہم ان کے کسی ایک نقطہ سے بھی دست بردار

www.abulhasanalinadwi.org

ہونے کے لئے تیار نہیں۔

اس ملک کے باشندے کی حیثیت سے ہمیں یہاں آزادی اور عزت کے ساتھ رہنے کا پورا حق حاصل ہے، یہ اس ملک کی جمہوریت، اور دستور و آئین کا بھی فیصلہ ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم اپنی خصوصیات، اپنے عقائد و شعائر، اپنی زبان و تہذیب، اور اپنی ان چیزوں کو چھوڑ کر جو ہم کو عزیز ہیں، اس ملک میں رہیں، اس لئے کہ اس طرح رہنے سے یہ وطن، وطن نہیں، بلکہ ایک جیل خانہ اور قفس بن جاتا ہے، جس میں گویا پوری قوم کو زندگی کی عزتوں اور لذتوں سے محروم رکھ کر سزا دی جاتی ہے، ہمارا خمیر ضرور اس ملک کی خاک سے تیار ہوا ہے، اور یہ خاک ہم کو بہت عزیز ہے، لیکن ہماری تہذیب ابراہیمی ہے اور مسلمان جس ملک میں بھی رہے گا، اس کی وطنیت خواہ کچھ ہو، اس کی تہذیب ابراہیمی ہوگی، ہم یہاں زندہ اور باعزت انسانوں کی طرح رہنا چاہتے ہیں، ہم اس ملک میں آزاد ہیں، اس کی تعمیر و ترقی میں شریک، اور اس کی دستور سازی میں دخیل ہیں، اس لئے اس کا کوئی سوال نہیں کہ ہم دوسرے درجہ کے شہریوں کی طرح زندگی بسر کریں، اپنے ملک میں آزادی کے ساتھ زندگی گزارنا ہر شخص کا فطری، انسانی، اخلاقی اور قانونی حق ہے، اور اس حق کو جب بھی چھیننے کی کوشش کی گئی تو اس کے ہمیشہ سنگین نتائج نکلے۔

زندگی اور موت اسلام پر

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ وہ اسلام و ایمان پہ

www.abulhasanalinadwi.org

قائم رہنے کی کوشش کریں، اسی پر زندگی گذاریں، اور جب موت آئے تو اسی دین و ملت پر آئے:۔

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (آل عمران-۱۰۲)	تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔

اسی کی وصیت ابراہیم و یعقوب علیہم السلام نے اپنی اولاد کو کی:۔

وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ (البقرہ-۱۳۲)	اسی طریقہ پر چلنے کی ہدایت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو کی تھی، اور اسی کی وصیت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو کی، انھوں نے کہا تھا کہ "میرے بچو! اللہ نے تمھارے لئے یہی دین پسند کیا ہے، لہذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا۔"

شریعتِ اسلامی نے ایک مسلمان کے لئے پیدائش سے لے کر موت تک اس کے انتظامات کئے ہیں، اور ایسا ماحول تعمیر کرنے کی کوشش کی ہے، جس میں مسلمان اس حقیقت کو فراموش نہ کرنے پائے، اس کو ہر وقت یاد رہے کہ اس کا تعلق اس دین و ملت سے ہے، جس کے داعی ابراہیم و محمد علیہما السلام تھے، جس کی بنیاد توحید پر ہے، اور وہ ایک الگ "اُمّت" ہیں، مسلمان بچہ جس وقت پیدا ہوتا ہے، اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے، اس کا اسلامی نام رکھا جاتا ہے، ناموں میں ان ناموں کو ترجیح

www.abulhasanalinadwi.org

دی گئی ہے جن میں عبدیت وحمد کا اظہار ہے، اس سے ابراہیمی سنتیں ادا کرائی جاتی ہیں، اور جب وہ مرتا ہے تو سب اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے اپنے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کرتے ہیں :۔

اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔	اے اللہ ہم میں سے تو جس کو زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھیو، اور جس کو تو موت دے تو اس کو ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائیو۔

یہاں تک کہ قبر میں اتارتے ہوئے اور آخری ٹھکانے پر پہونچاتے ہوئے بھی یہی الفاظ زبان پر ہوتے ہیں :۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ	اللہ کے نام پر اور رسول اللہ کے دین وملت پر۔

اس سب کا مقصد اور پیغام یہ ہے کہ ہمیں اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، اور زندگی کی ہر منزل پر اس کو یاد رکھنا ہے کہ ہم ملتِ ابراہیمی اور اُمتِ محمدی کے فرد، اور ایک مخصوص شریعت اور آئین ومسلکِ زندگی کے پیرو، اور خدا کے موحّد اور وفادار بندے ہیں، ہماری زندگی بھی اسی آئین ومسلک کی وفاداری میں گذرے، اور ہمیں موت بھی اسی حال میں آئے، ہماری موجودہ نسلیں بھی اسی راستہ پر گامزن رہیں، اور ہماری آئندہ نسلیں بھی اسی صراطِ مستقیم پر چلیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ملتِ ابراہیمی اور دینِ محمدی کی اس دعوت کو آج صراحت اور تعین کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت ہے، یہ اس تہذیب کی دعوت ہے، جس کی بنا ابراہیم علیہ السلام نے ڈالی ہے، اور تکمیل و تجدید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے، اجتماع واخلاق میں اس کے کچھ معیّن اور خاص اصول ہیں، یہ فرد کی حرّیت اور فلاح کی ضامن ہے، چند معیّن عقائد، معیّن اصولوں اور معیّن کرداروں نے اس کو وجود بخشا ہے، یہ ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشترکہ دعوت اور میراث ہے، اور اس کے سوا کوئی تیسری چیز خدا کو قبول نہیں۔

نازک امانت

آج مسلمانوں کی قوتِ ایمانی کا بھی امتحان ہے، اور ذہانت کا بھی، قوتِ فیصلہ کا بھی امتحان ہے اور زندگی کی صلاحیتوں کا بھی، ہم کو ثابت کرنا ہے کہ ہم ایمان کے ساتھ زندہ رہنے کے اہل ہیں یا نہیں، ہم جہاں رہیں اس ملک کی خصوصیات اپنے اندر خوشی سے پیدا کریں، وہاں کی زبانیں سیکھیں، اور بچوں کو پڑھائیں، اپنا حصۂ رسدی حاصل کریں، ملک کے نظم ونسق (ایڈمنسٹریشن) (ADMINISTRATION) میں اپنے شایانِ شان حصہ لیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ داعی بھی رہیں، مومن بھی رہیں، توحید کا اعلان بھی کریں، اور پیغام پہونچانے والے بھی بنیں، خدا کے یہاں ہم سے

www.abulhasanalinadwi.org

سوال ہوگا کہ اللہ نے ہم کو سیکڑوں برس اس ملک میں باقی رکھا، لیکن حضرت ابراہیمؑ اور محمد رسول اللہ کی دعوت، اور آپ کا دین کیوں ہمارے اندر محدود رہا، اس کو پھیلنا اور وسیع ہونا چاہئے تھا۔

قومِ موسیٰ کی تقلید سے بچیے!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کا ایک عبرت انگیز واقعہ بیان کیا ہے جس میں ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے اس کو خود قرآن مجید کی زبان سے سنئے:۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآئِيلَ	بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے
الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَّعْكُفُونَ	گذار دیا، پھر وہ چلے اور راستہ میں
عَلَىٰٓ أَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوا يٰمُوسَى	ایک ایسی قوم پر ان کا گذر ہوا جو اپنے
اجْعَل لَّنَآ إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ ط	چند بتوں کی گرویدہ بنی ہوئی تھی،
قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ○ إِنَّ	کہنے لگے کہ اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی
هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ	کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان
وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○	لوگوں کے معبود ہیں، موسیٰ نے کہا "تم
قَالَ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِيكُمْ	لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو،
إِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ	یہ لوگ جس طریقہ کی پیروی کر رہے ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ | وہ تو برباد ہونے والا ہے، اور جو عمل وہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے، پھر موسیٰ نے کہا "کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود تمہارے لئے تلاش کروں" حالانکہ وہ اللہ ہی ہے، جس نے تمہیں دنیا بھر کی قوموں پر فضیلت بخشی ہے۔

(الاعراف ۔ ۱۳۸ تا ۱۴۰)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کو اپنی صحیح معرفت عطا فرمائی اور توحید کی اس دولت سے نوازا جس سے بڑی کوئی دولت نہیں، ان کے اندر ایمان پیدا کیا، وہ یہ سمجھے کہ اللہ کے سوا اس دنیا میں کوئی پرستش اور بندگی کے لائق نہیں، اور اس کے سوا اس دنیا میں کسی کی حکومت نہیں، لیکن وہ ایسے ناقدر دان اور نادان تھے کہ انھوں نے ایک مرتبہ ایک میلہ دیکھا کہ جس میں خدا کے سوا اور ہستیوں کو لوگ پوج رہے تھے، اس منظر کو دیکھ کر ان کے منہ میں پانی بھر آیا کہ اگر ہمارے لئے بھی ایسے ہی معبود تجویز کر دیئے جاتے جن کے سامنے ہم اپنے ذوقِ عبودیت کا اظہار کرتے تو کیسی رونق اور بہار ہوتی، انھوں نے کہا:۔

يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۔

(الاعراف ۔ ۱۳۸)

اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے لئے معبود ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اے موسیٰ ہمارے لئے ایسے ہی کوئی ظاہری اور مجسّم شکل میں معبود تجویز کر دیجیے، جیسا کہ ان کے پاس ہے' اپنے وقت کا موحدِ اعظم بولا "اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ" تم پرلے درجے کے نادان ہو، تمہاری عقل پر پتھر پڑے ہیں، تمھیں نظر نہیں آتا؟ "اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" جو یہ کر رہے ہیں، وہ خاک میں مل جانے والا ہے' وہ کچھ کام آنے والا نہیں' اس کے بعد انھوں نے ذرا سمجھا کر کہا:۔

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۝

(الاعراف۔ ۱۴۰)

پھر موسیٰؑ نے کہا: کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود تمھارے لئے تلاش کروں؟ حالانکہ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمھیں دنیا بھر کی قوموں پر فضیلت بخشی ہے۔

اللہ کے بندو! خدا تمھارے حال پر رحم کرے، خدا تمھیں عقل اور سمجھ دے' "اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا" میں خدا کو چھوڑ کر تمھارے لئے اور کوئی خدا لاؤں؟ "وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ" حالانکہ اس نے تم کو تمام دنیا پر (اسی عقیدۂ توحید کی بناء پر) فضیلت دی ہے' اور تم کہتے ہو کہ اس فضیلت دینے والے' احسان کرنے والے خدا کو چھوڑ کر جس نے فرعون کی غلامی سے تم کو نجات دی، میں کوئی عاجز اور بے اختیار خدا تمھارے سامنے لے آؤں۔

www.abulhasanalinadwi.org

دائمی جدوجہد

ایک خصوصیت خاندانِ ابراہیمی کی یہ ہے کہ جہاں رہے گا، حق کے لئے سینہ سپر رہے گا، توحید کی صدا بلند کرتا رہے گا، اللہ کے راستہ کی طرف سب کو بلاتا رہے گا، یہ سعادت قیامت تک کے لئے ملّتِ ابراہیمیؑ کے لئے مقرر اور مقدّر ہو چکی ہے، جس نے اللہ کے نام کا جھنڈا بلند کیا، دنیا کے کسی گوشہ اور کسی حصہ میں آپ اگر سراغ لگائیں گے، اور تحقیق کریں گے تو سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا رشتہ ملتا ہوگا، دنیا میں بار بار جنگیں ہوئیں، ماضیٔ قریب میں دو عالمگیر جنگیں ہو چکی ہیں، اور وہ دنیا پر سخت تباہی لائیں لیکن ان میں سے کوئی خاندانِ ابراہیمی کی جنگ نہیں تھی، اس جنگ میں خاندانِ ابراہیمی کی کوئی شاخ فریق نہیں تھی، یہ پیٹ کے لئے تھی، یہ بازاروں کے لئے تھی، مارکیٹ حاصل کرنے کے لئے تھی، حکومت اور اقتدار کے لئے تھی، یہ ہوا و ہوس کی جنگ تھی، اس لئے کہ یہ ملّتِ ابراہیمی کی طرف سے نہیں لڑی گئی تھی۔

آج ساری دنیا میں جس کو دیکھیں گے کہ وہ اللہ کے نام کی رٹ لگاتا ہے، خود بھی لیتا ہے، دوسروں کو بھی تلقین کرتا ہے، اگر تحقیق کریں گے تو وہ ابراہیمی و محمدی نکلے گا اس کا تعلق دور سے یا قریب سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے گا، یا ان کی صلبی اولاد میں ہے، یا ان کے داعیوں اور شاگردوں کے

www.abulhasanalinadwi.org

ذریعہ وہ ان کے معنوی خاندان میں داخل ہو چکا ہے' قیامت تک کے لئے توحید کا اعلان' قیامت تک کے لئے ایمان کی دعوت' قیامت تک کے لئے خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کی دعوت' قیامت تک کے لئے دینی جدّوجہد کو اللہ تعالیٰ نے خاندانِ ابراہیمی کے سپرد کر دیا ہے' ہر جگہ، ہر زمانہ میں، خاندانِ ابراہیمی کا کوئی سرپھرا ملّاح موجوں سے ٹکراتا رہے گا، دھارے کے خلاف کشتی کو چلاتا رہے گا، بازو شل ہو جاتے ہیں، پتوار جواب دے جاتے ہیں، موجیں گستاخیاں کرتی ہیں، مگر خاندانِ ابراہیمی کا ملّاح ہے کہ ؎

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

www.abulhasanalinadwi.org

مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں

مولانا ابوالحسن علی ندوی کے ان خطبات و مقالات کا مجموعہ جو یورپ اور ہندوستان میں مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر پیش کئے گئے، ان مقالات و خطبات میں بڑی جرأت کے ساتھ مغربی تہذیب کے نقائص پر نکتہ چینی اور مشرق کے پرستاران مغرب کی غلامانہ ذہنیت اور اندھی تقلید پر صاف صاف تنقید کی گئی ہے۔ اور مشرق و مغرب کی درمیانی خلیج کو پاٹنے اور انسانیت کی صحیح رہنمائی و خدمت کے لئے ایک راہِ اعتدال کی نشاندہی کی گئی ہے۔

اردو ایڈیشن معیاری کتابت و طباعت مجلد، سائز ۲۲×۱۸

صفحات ۱۹۶ قیمت -/22

انگریزی ایڈیشن معیاری طباعت و کاغذ -/15

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(دار العلوم ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org